مطبوعات

DIPLOMACY IN ISLAM تالیف۔ جناب افضل اقبال صاحب۔ شائع کردہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور۔ صفحات ۱۵۶۔ قیمت دس روپے۔

کتاب کے فاضل مصنف کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ مولانا محمد علی جوہر کی تحریروں اور تقریروں کو جس سلیقے سے انہوں نے مرتب کیا ہے وہ ملک اور بیرونِ ملک میں خراجِ تحسین حاصل کر چکا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب اُن کے مطالعہ کی وسعت اور اسلام سے نہ صرف گہری واقفیت بلکہ اس سے وابستگی کی بھی ہر لحاظ سے آئینہ دار ہے۔ وہ چونکہ خود پاکستان کے سفارتی شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے اُن کی تصریحات زیادہ ٹھوس اور جاندار ہیں۔

اس قابلِ قدر تصنیف میں انہوں نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اسلام میں مغربی طرزِ فکر کے برعکس ڈپلومیسی سے مراد چالاکی، عیاری اور فریب کاری نہیں بلکہ بین الاقوامی پیچیدگیوں کو خلوص، دیانت اور فہم و فراست سے حل کرنے کی کوشش ہے۔ فاضل مصنف نے اسلام کے اس امتیازی اصول کی حضور سرورِ کائنات کی حیاتِ طیبہ سے وضاحت فرمائی ہے اور حضور کے صلح ناموں اور آن کی مصالحانہ کوششوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اُن کے نزدیک اصول اور عہد کی پابندی کتنی ضروری ہے اور انہیں کسی بڑی سے بڑی مصلحت پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اسلام کی تعلیمات کا اعجاز ہے کہ انسان نے بین الاقوامی معاہدوں میں خلوص، دیانت اور امانت کا سبق سیکھا ہے۔

پھر اسلامی تعلیمات نے ایسے سُفرا کو جنم دیا ہے جن کی کامیابی کا معیار عیاری اور فریب کاری اور منافقت نہ تھا بلکہ شرافت، اخلاص، سچائی، حق گوئی اور ذہانت و فطانت تھا۔ وہ جو بات

کہتے بڑے واضح الفاظ میں دل کی گہرائیوں سے کہتے اور کسی معاملے میں مکر و فریب سے کام نہ لیتے تھے۔ فاضل مصنف ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"حضور سرورِ کائنات کی نظر میں سفارتی حکمتِ عملی بذاتِ خود مقصد نہ تھی بلکہ مقصد کے حصول کا ذریعہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ذرائع کو بھی وہی مقام حاصل تھا جو خود مقاصد کو تھا۔ نیک اور مقدس مقصد جو پاکیزہ قربانی کا طالب ہو وہ غیر مقدس ذرائع سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر حضور سرورِ دو عالم نے سفارتی حکمتِ عملی کو اخلاقی بنیادوں پر استوار فرمایا" (ص ۱۰۶)

وہ ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

"اسلام نے زندگی کے سارے شعبوں کے لیے واضح اور قطعی اصول پیش کیے ہیں۔ متعلقہ فریق خواہ فرد ہو یا قوم، معاملہ خواہ ذاتی نوعیت کا ہو یا سیاسی نوعیت کا، شخص خواہ عزیز ہو یا اجنبی، دشمن ہو یا دوست، اپنی قوم یا نسل سے تعلق رکھنے والا ہو یا اس سے بیگانہ، وقت خواہ جنگ کا ہو یا امن کا۔ کسی حال میں یا کسی مصلحت کے تحت عہد و پیمان کا توڑنا درست نہیں" (ص ۱۱۲)

"مسلمانوں کی عظمت اس بات میں مضمر ہے کہ انہوں نے بیچارگی کے عالم میں جس معاہدے پر دستخط ثبت کیے قوت و طاقت حاصل کرنے کے بعد بھی اُس کا پُوری طرح احترام کیا" (ص ۱۱۵)

یُوں تو یہ ساری کتاب بڑی قابلِ قدر ہے لیکن اس کا آخری باب جس کا عنوان اخلاقی ڈپلومیسی ہے خاص طور پر فکر انگیز اور مصنف کی اسلام کے مزاج سے گہری واقفیت کی غمازی کرتا ہے۔ آغاز میں پاکستان سپریم کورٹ کے فاضل جج جناب ایس۔ اے رحمٰن صاحب کا ایک مختصر مگر جاندار مقدمہ ہے جو اس کتاب کے وقیع ہونے کے لیے سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب کا معیارِ طباعت و کتابت عمدہ ہے لیکن اس کی قیمت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ (ع۔ ح۔ ص)

علم و عمل جلد اوّل | تالیف جناب عبدالقادر رخانی - ترجمہ: مولوی معین الدین صاحب افضل گڑھی - ترتیب و حواشی: محمد ایوب قادری بی، اے - شائع کردہ: اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی - ملنے کا پتہ: ۱۴۱ وحید آباد، کراچی نمبر ۱۸ - قیمت آٹھ روپے - صفحات: ۴۰۰ -

زیر تبصرہ کتاب مولوی عبدالقادر رام پوری کے وقائع کا مرقع ہے - یہ مجموعہ انیسویں صدی کے آغاز میں متحدہ ہند کے سیاسی، معاشرتی اور علمی حالات کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہماری آنکھوں کے سامنے اس حسرتناک دور کا نقشہ آجاتا ہے جب اس ملک میں مسلمانوں کی بساط لپیٹی جا رہی تھی اور فرنگی اقتدار بڑی سُرعت کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں روہیل کھنڈ، بنگال اور دہلی کے حالات قلمبند کیے گئے ہیں۔ یہ حصہ چھ ابواب پر منقسم ہے (ا) مؤلف کے خاندانی اور تعلیمی حالات (ب) سفر بنگال اور باقی چار ابواب میں دہلی اور مضافاتِ دہلی کے مفصل حالات بیان کیے گئے ہیں یوں تو یہ ساری کتاب عمدہ اور معلومات سے پُر ہے اور اس میں واقعات کے بعض ایسے گوشے سامنے آجاتے ہیں جو ہمارے مؤرخین کی نظروں سے ابھی تک مستور ہیں لیکن اس کا وہ حصہ جو علمائے ہند کے تذکرے پر مشتمل ہے بڑا اہم ہے - فاضل مرتب نے اسے بڑی محنت اور سلیقہ کے ساتھ ترتیب دیا ہے اور آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس نے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے - شروع میں مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کا ایک قابلِ قدر "تعارف" بھی درج ہے جو اس کتاب کی اہمیت کے لیے سند کا درجہ رکھتا ہے - تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے - (ع - ح - ص)

جماعت اسلامی انصاف کے دَورانے پر | مترجم و مؤلف: تنزیل الرحمٰن - ایم اے - ایل - ایل - بی ایڈووکیٹ - ناشر: پاکستان پبلشنگ ہاؤس - کچہری روڈ - کراچی - ملنے کا پتہ: پاکستان لاہاؤس - کچہری روڈ - کراچی - قیمت: سوا دو روپیہ -

جماعت اسلامی اس لحاظ سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہے کہ اس نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کبھی توڑ پھوڑ، اکھیڑ پچھاڑ، ہنگامہ آرائی اور رہزل و انبذال کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ سانحۂ تقسیم سے لے کر آج تک مساعد و نامساعد حالات میں جماعت نے ہمیشہ سنجیدہ، معقول اور آئینی جدوجہد کا طریقۂ کار ہی اختیار کیا ہے۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء سے لے کر ۶ جنوری ۱۹۶۴ء تک اس طریقۂ کار کی آزمائش جماعت کو اشتعال انگیزی کی بھٹی میں ڈال کر اور پروپیگنڈے کی سان پر رکھ کر کی گئی۔ اس کے بعد ۶ جنوری ۱۹۶۴ء کو اس آزمائش نے ایک آخری اور قطعی صورت اختیار کی، یعنی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر توڑ دیا گیا اور اس کی مجلسِ شوریٰ کے تمام ارکان کو نظر بند کر دیا گیا۔ اس موقع پر جماعت کے سامنے صرف تین راستے ہی کھلے ہوئے تھے۔ ایک تو وہی توڑ پھوڑ اور ہنگامہ آرائی، جس کی توقع شاید فطری طور پر، جماعت کے دوست اور دشمن دونوں ہی رکھتے تھے۔ دوستوں کو گلہ تھا کہ ایسا کیوں نہ کیا گیا اور دشمن مسرور تھے کہ جماعت کے خلاف اتنا بڑا اقدام کیا گیا لیکن کُتا تک نہ بھونکا۔ دوسرا راستہ پسپائی اور نگونساری کا تھا جس کی توقع، قادرِ مطلق کا شکر ہے نہ دوست رکھتے تھے نہ دشمن۔ تیسرا راستہ وہ راستہ تھا جو کم سے کم اس برصغیر کی حد تک تو اَن جانا اور اَن دیکھا تھا۔ یعنی عدالتوں کے ذریعہ حصولِ انصاف۔ جماعت نے جو ہمیشہ پامال راہوں سے گریزاں رہی ہے، اس نئے راستے کو اختیار کر لیا اور اپنے سلوک کے اس مقام پر پہنچ کر "سیاسی جنگ" کو "عدالتی جنگ" میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ دونوں صوبائی ہائی کورٹوں میں جماعت کو خلافِ قانون قرار دیے جانے کے خلاف اجرائے پروانہ کی درخواستیں (WRIT PETITIONS) دائر کر دی گئیں۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ مقدمات اور ان کے فیصلے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لحاظ سے بھی کہ ان میں جو دستوری اور قانونی نکات و مسائل زیرِ بحث آئے ہیں وہ قانون اور اس کی تعبیر پر دور رس اثرات چھوڑیں گے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ ان کی وجہ سے ملک میں قانون

(باقی صـ۲۴ پر)

(بقیہ مطبوعات)

کی بالادستی، عدلیہ کی آزادی اور بے لاگ انصاف کی روایات قائم ہوئی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں جناب تنزیل الرحمٰن صاحب نے ان مقدمات کی رُوداد پیش کی ہے اور فیصلوں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اس کتاب میں دو امور نے بڑی افادیت پیدا کردی ہے۔ ایک تو یہ کہ ذریعۂ بیان اُردو کو بنایا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ طویل قانونی بحثوں کا ملخّص نہایت سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ قانون کے طالب علم اور ملک کے پڑھے لکھے افراد اس کتاب سے پُورا پُورا فائدہ اُٹھائیں گے۔

(ع۔ف)